احادیث کا ایک مطالعہ

مشعل پروین °

ابوادریس خولانی سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو میری نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کے دانت خوب صورت اور چمک دار تھے۔ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ان میں کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہوتا تو اس کی طرف رجوع کرتے۔ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ معاذ بن جبلؓ صحابی رسولؐ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں سویرے ہی مسجد میں جا پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی آچکے تھے اور نماز پڑھ رہے تھے۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز ختم کرلی۔ پھر میں ان کے سامنے سے ان کے پاس آیا اور انھیں سلام کیا اور کہا: خدا کی قسم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: کیا خدا کے لیے؟ میں نے جواب دیا: ہاں خدا کے لیے۔ انھوں نے میری چادر کا کنارا پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا' پھر کہا: خوش خبری حاصل کرو۔ بے شک میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ میرے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں' اور میرے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں' اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں' اور میرے لیے مال خرچ کرتے ہیں' ان سے محبت کرنا میرے لیے واجب ہے۔ (موطا امام مالک)

یہ حدیث مسلمانوں کے لیے بہت باعثِ تقویت ہے۔ ویسے تو لوگ آپس میں ملے جلے بغیر رہ ہی

° گلشن اقبال' کراچی

نہیں سکتے۔ ساتھ بیٹھنا' کھانا' پینا ہم انسانوں کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر یہ سب اللہ کی محبت میں ہو اور اللہ کی خاطر ہو تو اس کے جواب میں اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرے' اس کے لیے تو ہر منزل آسان ہو جاتی ہے۔ دین اور دنیا دونوں میں بھلائی کے دروازے کھل جاتے ہیں' اور قیامت کے دن وہ لوگ انبیا' صدیقین اور شہدا کے ساتھ ہوں گے۔

○

حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہدایت اور علم مجھے دے کر بھیجا گیا ہے اس کی مثال بارش کی سی ہے کہ وہ زمین پر برسی۔ اس زمین میں ایک عمدہ حصہ تھا اس نے پانی کو قبول کیا' اور اس میں کثرت سے گھاس اور تازہ سبزہ اُگا۔ اس زمین میں خشک حصہ بھی تھا' اس نے پانی کو روک لیا۔ پس اس رکے ہوئے پانی سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نفع پہنچایا۔ انھوں نے خود پانی پیا اور پلایا اور کھیتی باڑی کی۔ یہ بارش زمین کے ایک اور حصے پر بھی برسی جو صاف چٹیل میدان تھا کہ نہ اس نے پانی روکا اور نہ گھاس اُگائی۔ (بخاری)

اس حدیث میں رسولؐ اللہ کی لائی ہوئی کتاب کو قبول کرنے والے کو ایسی زمینوں سے تشبیہہ دی گئی ہے جن میں سے ایک تو بارش کے پانی کو جذب کر کے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے اور دوسری اگرچہ سرسبز نہیں ہوتی' تاہم بارش کے پانی کو روک لیتی ہے جس سے لوگ اور اللہ کی دوسری مخلوق فائدہ اٹھاتی ہے۔ اسلام بارانِ رحمت کی مانند ہے۔ اس رحمت سے وہی لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں جو اس کی طرف بڑھتے ہیں اور قبول کرتے ہیں۔ اسلام دینِ فطرت ہے۔ جب کوئی شخص اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے تو وہ خود بھی پُرسکون ہو جاتا ہے اور دوسروں کے لیے بھی تسکین کا باعث بن جاتا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انسان اس کا پیامبر بن جاتا ہے اور لوگوں کے لیے فیض کا باعث بن جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ اسلام کو قبول نہیں کرتے' وہ چٹیل زمین کی طرح ہوتے ہیں' نہ خود اپنے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں اور نہ دوسروں کے لیے۔

○

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ تمھارا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

نیکی بہت قیمتی چیز ہے۔ ایک مسلمان نیکی حاصل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا اور کسی

نیکی کو بھی کم تر سمجھ کر نہیں کھوتا۔ حتیٰ کہ ایک ایسا شخص جس سے کوئی خاص قلبی تعلق نہیں ہوتا لیکن اگر اس سے ملاقات ہوجاتی ہے تو انتہائی عاجزی، انکسار اور محبت سے اس سے ملتا ہے۔

○

حضرت حارثہؓ بن وہب سے روایت ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمھیں دوزخیوں کے متعلق نہ بتاؤں کہ (کون کون ہیں)؟ ہر سرکش، اُجڈ، متکبر (دوزخی ہے)۔ (متفق علیہ)

دوزخ انتہائی ہولناک جگہ ہے اور اس میں صرف وہی لوگ داخل کیے جائیں گے جنھوں نے اللہ کو ناراض کیا ہوگا۔ جب یہ فرمایا جا رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ انتہائی خراب چیزیں ہیں۔ سرکش اس کو کہیں گے جو پابندی قبول کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو پابند نہ کرسکا، یعنی خرابیوں کے علم کے باوجود من مانی کی۔ اُجڈ، جاہل شخص کو کہا جاتا ہے۔ اصل میں تو زیادہ تر خرابیاں جہالت ہی کی بنا پر وجود میں آتی ہیں۔ آنکھیں بند کرلینا، دل کو پردے میں بند کرلینا اور کچھ سمجھنے کی کوشش نہ کرنا پہلی خرابی ہے اور پھر اس کے بعد انسان خرابیوں کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تکبر بھی ایک ایسی بیماری ہے جو انسان کو ہر جگہ ذلیل کرتی ہے۔ تکبر کی بنا پر انسان لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوجاتا ہے۔ اس لیے ان تینوں بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

○

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیرات سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور معاف کرنے سے خدا بندے کی عزت بڑھاتا ہے، اور جس نے خدا کی رضا کے لیے تواضع اختیار کی، خدا اس کے درجے بلند کرتا ہے۔ (مسلم)

مال و دولت اللہ کی عطا کردہ نعمت ہے۔ اللہ نے جس کے مقدر میں جتنی دنیا رکھی ہے اس سے زیادہ اس کو نہیں مل سکتی۔ اگر عقل، علم اور محنت سے یہ چیز حاصل ہوتی تو سارے ہی عقل مند، عالم اور محنتی دولت مند ہوتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ عملاً ایسا نہیں ہوتا ہے۔ یہ خدا کی دین ہے، جس کو بھی دے دے۔ اب جس کو مال ملا اس کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اس مال کو مالک کی مرضی سے خرچ کرے۔ جب وہ اللہ کی مرضی سے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اور ذرائع کھول دیتا ہے۔ صرف دنیا ہی نہیں بلکہ اگلی دنیا جس میں ہر انسان کو لازماً جانا ہے، بہترین ہوجاتی ہے۔ دوسری صورت میں یہ مال دنیا ہی

میں نہیں، بلکہ آخرت میں بھی وبالِ جان بن جائے گا۔

اس حدیث میں دو اور باتوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے: ایک یہ کہ لوگوں کی زیادتیوں کو معاف کرنا اور انکسار اختیار کرنا۔ یہ دونوں ایسی عادتیں ہیں کہ اگر ان کو کوشش کر کے اختیار کرلیا جائے تو بہت حد تک انسان خوش اور مسرور رہتا ہے اور لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

O

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی اُمت کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ خواہشوں کی پیروی اور آرزو کی درازی ہے۔ خواہشوں کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور آرزو کی درازی آخرت کو بھلا دیتی ہے۔ اے لوگو! یہ دنیا کوچ کر چکی ہے اور جارہی ہے اور آخرت کوچ کر چکی ہے اور آرہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے پرستار ہیں۔ پس اگر تم ایسا کرسکو کہ دنیا کے پرستار نہ بنو تو ضرور ایسا کرو۔ اس وقت تم عمل کے گھر میں ہو جس میں حساب نہیں۔ کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل کا کوئی موقع نہیں ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

آج دنیا اپنی پوری حشر سامانیوں کے ساتھ موجود ہے۔ اس میں وہ حُسن اور کشش پیدا کر دی گئی ہے کہ دل کھنچا چلا جاتا ہے اور ایک کے بعد ایک آرزوئیں اور خواہشیں انگڑائیاں لیتی رہتی ہیں۔ آرزوئیں اور خواہشیں تو انسان ہونے کے ناطے پیدا ہوں گی لیکن اگر ان کو کوشش کر کے طول نہ دیا جائے اور ان پر قدغن لگائی جائے تو اسی میں آخرت کی بھلائی ہے۔

O

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ شخص کامیاب ہوگیا جو اسلام لایا اور بقدر ضرورت اس کو رزق دیا گیا۔ اور جو کچھ خدا نے اسے دیا تھا اس پر اسے قناعت دے دی۔ (مسلم)

اسلام ایک بہت بڑی دولت ہے۔ یہ دولت جس کو خدا کی رحمت سے ملی اس کو اس کی قدر اور حفاظت کرنی چاہیے۔ اس کی حفاظت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے جتنا رزق اس کو ملا صبر وشکر کے ساتھ استعمال کرے اور قناعت اختیار کرے۔ دوسروں سے امیدیں لگانا اور اپنی ضروریات کو

بڑھانا اور پھر گلہ شکوہ کرنا ایک مسلمان کی شان نہیں ہے۔ اس سے مسلمان کا دین اور ایمان داغ دار ہوتا ہے' اور پھر دن رات اس کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ خدا اور بندوں دونوں سے گلہ شکوہ کرتا رہتا ہے۔